رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا (الہام مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲۵ ستمبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ | نمبر ۲۵

مدینۃ المسیح علیہ السلام

کئی روز سے متواتر بارش ہو رہی اور تیز ہوا چل رہی ہے کچے مکانات کو نقصان پہنچ رہا ہے اور کئی ایک گر گئے ہیں خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔

بروز جمعہ نماز کے بعد مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد جناب مولوی شیر علی صاحب نے حاضرین کو پڑھکر سنایا اور کئی ایک احباب نے چندہ لکھوایا۔

عید ضحیٰ کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اُسدن ہر ایک مرد و عورت کیلئے مسنون ہے کہ نماز عید ادا کرنے سے پہلے کچھ نہ کھائے جس نے قربانی کرنی ہو گرشتہ سے کھانا کھائے اور جس نے نہ کرنی ہو وہ نماز کے بعد کھائے۔

احباب عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کی قیمت ...

اخبار احمدیہ

حالات شملہ ۲۰ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضرت کی صحت اللہ کے فضل سے دن بدن ترقی پر ہے خالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ کل پیدل سیر کو گئے تھے بارش بہت تھی اس لئے قدرے زکام ہوگیا ہے۔

(۲) انجمن احمدیہ شملہ کا جلسہ سالانہ مسونی ہال میں ۲۹-۳۰ ماہ حال کو ہونا قرار پایا ہے اور آریوں اور عیسائیوں کیساتھ ۲۳ ماہ حال کو اسی ہال میں مباحثہ ہوا۔ جناب میر قاسم علی صاحب کو قادیان سے شریک مباحثہ ہونے کے لئے بلایا گیا ہے۔

(۳) چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا لاہور سے اور جناب خان ذوالفقار علیخان رامپور سے آگئے تشریف فرما ہیں۔

(۴) احمدی عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے حضرت ایک سکیم طیار فرما رہے ہیں۔ عورتوں کو غالباً قادیان میں کھلنے والے ٹریننگ سکول میں ٹرینڈ کیا جائیگا۔

(۵) اس بات کو محسوس کر کے کہ بعض ظالم طبع خاوند نہ تو اپنی بیبیوں کو طلاق دیتے ہیں اور نہ آباد کرتے ہیں حضرت صاحب کا ارادہ ہے کہ لیجسلیٹو کونسل میں اس بات کی تحریک کرائیں کہ خلع کے متعلق اسلامی شریعت کے مطابق قانون پاس کیا جاوے۔

(۶) اس بات کا بھی خیال ہے کہ حضور سیکرٹری آف سٹیٹ کے ہندوستان میں تشریف لانے پر اس بات کو پیش کیا جاوے کہ احمدیہ جماعت اور گورنمنٹ برطانیہ کے مفاد ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور ہوم رول کے متعلق تحریک کرنے والے اور انکے ساتھی سب احمدیہ جماعت کے جہاد اور سلطان ٹرکی کی خلافت کے انکار کے باعث دشمن ہوگئے ہیں لہٰذا جماعت احمدیہ کی وفاداری

کا خیال رکھتے ہوئے قبل اس کے کہ سیف گورنمنٹ کے متعلق کوئی کارروائی کیجاوے جماعت احمدیہ کی حفاظت کے متعلق مناسب انتظام فرمایا جاوے۔

بمبئی میں احمدی واعظ ہر طرح سے کامیاب ہو رہے ہیں۔ چھ آدمی احمد کے غلاموں میں داخل ہو چکے ہیں اور بہت سی سعید روحیں قریب آ رہی ہیں۔ درس قرآن کے سننے والوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جاتی رہی ہے بلکہ بعض اصحاب کو جگہ کے نہ ملنے کے باعث واپس جانا پڑتا رہا (۲) لاہور کے غیراز جماعت لوگوں یعنی باغیان خلافت محمود نے بعض آدمی شیطانی تحریک کے ماتحت لوگوں کو حق سے دور ہٹانے کے لئے بمبئی بھیجے ہیں۔

(۳) بمبئی کا وفد دو پارٹیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک تو وہیں ٹھیر کر تبلیغ کا کام جاری رکھیگی حتیٰ کہ کوئی مستقل آدمی وہاں پہنچ جاوے۔ اور دوسری پارٹی یعنی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے اور حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل جلسہ میں شریک ہونے کے لئے شملہ پہنچ جائیں گے۔

مالابار کنانور کے قاضی اور حاجی موسیٰ کے خلاف جو مقدمہ ہماری طرف سے دائر تھا اُس کا فیصلہ گروہ مخالف کے حق میں ہو گیا۔ مالابار کے قابل رحم بھائی جماعت سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

سیلون۔ اخبار اینگلو تامل باوجود مخالفوں کی پرلے درجہ کی مخالفت کے معقول تعداد میں چھپکر لنکا میں شائع ہو رہا ہے۔ اور وہاں کی غریب مگر باہمت جماعت خدا کے فضل سے بڑی مستعدی سے کام کر رہی ہے۔ سیلون کے دو غیر احمدی اخباروں نے احمدی اخبار کے خلاف کام شروع کر دیا ہے سیلونی بھائی اپنے احباب سے اخبار کی خریداری کی درخواست کرتے ہیں جو کہ ۴؎ سالانہ پر

The "message" office Slave
Island Colombo
Cylon

سے مل سکتا ہے۔

انگلستان۔ ہمارا مشن انگلستان میں خدا کے فضل سے پوری طاقت کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اور ہر ولایتی ڈاک کسی نہ کسی صاحب کی قبولیت اسلام کی خوشی سے مسرور کرنے والی ہوتی ہے۔

ماریشس۔ انجمن احمدیہ ماریشس نے زار روس والی پیشگوئی فرانسیسی میں ترجمہ کر کے روس میں مفت تقسیم کرنے کے لئے بھیجی ہے۔

مذہبی کانفرنس۔ واقعہ ۲۶-۲۷ ستمبر ۱۹۱۷ء کو فیروزپور (پنجاب) میں ایک مذہبی کانفرنس ہوگی جس میں مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے اسلام کو پیش کریں گے

ہانگ کانگ (چین) احمدیہ انجمن ہانگ کانگ احمدی مبلغ اپنے خرچ پر طلب کرتی ہے۔

لنڈن میں قبول اسلام

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ایک اور معزز انگریز لفٹنٹ فرگوسن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ اسلام الصحدین متین کو قبول کریں۔ ان کی درخواست بیعت بحضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ روانہ کر دی گئی ہے (پہنچ گئی ہے ایڈیٹر)

ایک اخبار میں میرا مضمون تائید اسلام میں شائع ہوا تھا اُس پر انھوں نے ہمارے ساتھ خط و کتابت شروع کی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مسلمان ہیں۔ اسلامی نام عبدالرحمن انھوں نے پسند کیا ہے۔ بعض ہندوستانی احباب کے ساتھ ان کا سلسلہ خط و کتابت بھی شروع ہوا ہے۔ یہ صاحب گیلی پولی کے گذشتہ بحری بیڑے میں جنگی خدمات پر تھے۔ جہاں چند پنجابی مسلمانوں کے ساتھ ملنے کا انھیں اتفاق ہوا تھا۔ تب سے اسلام کی محبت اُن کے دل میں تھی نیز ایک لیڈی پرسن نام قاضی عبداللہ صاحب کے ذریعہ مسلمان ہوئی۔ اسلامی نام ماجدہ رکھا گیا (محمد صادق عفی عنہ)

تصحیح گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں رپورٹ شملہ کی ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک رویا چھپی ہے جسے رپورٹر صاحب نے اپنے الفاظ میں اس طرح لکھا ہے کہ "ہم عشقی ہیں وہ شقی" لیکن رویا کے اصل الفاظ یہ نہیں بلکہ یہ ہیں "ہم عشقی ہیں شقی نہیں" احباب درست فرمالیں۔

گذارش۔ میں رخصت گنگوہ میں آ گیا ہوں۔ ان ایام میں جس کام کی بنا رکھی ہے احباب درد دل سے دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرماوے۔ اس سے خلق خدا کو نفع رسانی مقصود ہے۔ خاکسار غلام نبی دہلوی)

وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کی قیمت ماہ ستمبر میں ختم ہوتی ہے ان کے نام اکتوبر کا پہلا پرچہ وی پی ہوگا۔ ایک ہفتہ پہلے اطلاع دی ہے اب بھی جو صاحب وصول نہ کریں قابل افسوس ہوگا وی پی واپس کرنیوالوں کا اخبار تا ادائے قیمت امانتیں رکھا جاتا ہے

(مینیجر الفضل)

ضروری اطلاع

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

براہ نوازش آپ اپنے اخبار میں یہ ضروری نوٹ شائع فرمادیں کہ بعض مقامات کے متعلق یہ رپورٹ موصول ہوئی ہے کہ جب کوئی خاص تحریک چندہ ہو تو چندہ وصول کرنے والے عمومی چندہ کی واجب الادا رقوم بھی اُس تحریک خاص کے چندہ میں دیدیتے ہیں اور معمولی چندہ نہیں دیتے۔ اگرچہ یہ مقصد کسی خاص تحریک کا نہیں ہوتا جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ غالباً خاص تحریک کا مطلب نہیں سمجھتے ہیں۔

"حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد شملہ سے" تمام جماعت کے نام ابھی شائع ہوا ہے اُس میں حضرت صاحب کے حسب ذیل الفاظ پر خاص نظر رکھنی چاہیئے کہ غلطی نہ ہو۔

"میری یہ تجویز ہے کہ تمام جماعت کے لوگ جن تک یہ میرا اعلان کسی ذریعہ سے پہنچے علاوہ صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کے ماہواری چندوں کے اپنے اخلاص اور خاص حالات کے لحاظ سے اپنی ایک ماہ کی آمدنی یا اُس کا نصف حصہ یا تیسرا حصہ یا کم از کم اُس کا چوتھا حصہ اس خاص چندہ میں دیں" ان دنوں صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال چونکہ ختم ہونے کو ہے تمام سال کے بقائے بھیجے جانے کو ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جمع شدہ رقوم خاص چندے میں دیدی جائیں۔ اسیطرح عید فنڈ و قربانی کی کھالوں کا روپیہ بھی جو بالخصوص غربا کے لئے ہوتا ہے اور جس کا یہ وقت ہے، نہایت خیال کے ساتھ جمع کر کے احتیاط سے ارسال کیا جائے زکات و صدقات کیطرح ایک علیحدہ رقم ہے۔ احباب ان امور پر خاص توجہ رکھیں والسلام۔ نیازمند عبدالمغنی

۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۵ ستمبر ۱۹۱۷ء

اسلام میں قربانی

قربانی کا مسئلہ اسلام میں ایک ایسا عظیم الشان اور نتیجہ خیز مسئلہ ہے کہ اگر تمام مسلمان اس کی حقیقت و نوعیت سے واقف ہوتے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے تو کبھی اس قعر مذلت اور چاہ ضلالات میں نہ گرتے جس میں کہ اب ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمان جہاں اسلام کے اور بہت سے نہایت ضروری اور مبنی بر صداقت احکام سے ناواقف ہو کر انھیں ترک کر چکے ہیں وہاں بدقسمتی سے اس مسئلہ میں بھی انھوں نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور نہ صرف اس پر حکمت مسئلہ پر عمل کرنا ترک کر چکے ہیں۔ بلکہ بعض تو اس کے اسلام میں ہونے سے ہی انکار کر رہے ہیں۔ اور اب تو یہ انکار اس بدہ دلیری اور شوخ چشمی سے کیا جا رہا ہے کہ اس کے خلاف ثابت کرنے والے کو انعام دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب نے اخبار عالم مطبوعہ ستمبر ۱۹۱۷ء میں لکھا ہے کہ

(۱) قرآن مجید میں قربانی کا کہیں حکم نہیں ہے۔

(۲) قربانی دینا اسراف ہے۔

(۳) قربانی دینا ایک ہتھیا اور بے رحمی ہے۔

(۴) قربانی دینا ایک تباہ کاری ہے۔

(۵) قربانی دینا نافرمانی قرآن ہے۔

(۶) قربانی بجائے ثواب کے عذاب کا پھل دیگی۔

ان حقائق خصوصیہ کے بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلام میں قربانی دینا جائز ثابت کر دے اس کو پندرہ روپیہ انعام دیا جائیگا۔

ہمیں ان مولوی صاحب سے انعام حاصل کرنے کی نہ ضرورت ہے اور نہ خواہش۔ ہاں ان کی اور ان ایسے دوسرے لوگوں کی اسلام سے ناواقفیت اور بیگانگت کو الم نشرح کرنیکی حاجت ہے۔ تا کہ اگر انھوں نے اسلامی احکام کو ترک کرنے کے ساتھ ہی عقل و فکر اور ہوش و خرد کو بھی جواب نہیں دے دیا تو سوچیں سمجھیں۔ اور غور کریں کہ وہ اسلام سے کس قدر دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اور کس دریائے ہلاکت میں غرق ہونے کے سامان کر رہے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کا دعوٰے ہے کہ قرآن مجید میں قربانی کا کہیں حکم نہیں ہے اگر یہ دعوٰی غلط ثابت ہو جاوے تو ان کی باقی سب باتیں خود بخود باطل ہو جاتی ہیں۔ یا بحیثیت مسلمان کہلانیکے ان کا کوئی حق نہیں رہتا کہ ہم سے ان کے جواب کا مطالبہ کریں۔ ہاں اگر وہ یہ کہدیں کہ قرآن مجید میں تو قربانی کا حکم ہے۔ لیکن ماننے کے قابل نہیں ہے، کیونکہ اس پر یہ یہ اعتراض پڑتے ہیں۔ تو پھر ہم ان اعتراضات کا بھی جواب دیں گے۔ لیکن موجودہ صورت میں ہمارے لئے یہ بتا دینا کافی ہے کہ قرآن کریم اس مسئلہ کو ضروری قرار دیتا اور اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ اس لئے اسی کے متعلق ہم بیان کرتے ہیں:-

اس دعوٰے کو سنکر جناب مولوی صاحب کی مولویت اور قرآن دانی کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی نہایت صفائی کیساتھ تصدیق ہوتی ہے کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں اسلام صرف رسم کے طور پر رہ جائیگا۔ اور قرآن اسم کے طور پر یعنی لوگ صرف اس کا نام ہی نام جانتے ہونگے انھیں یہ علوم نہیں ہوگا کہ اس کے اندر کیا لکھا ہے۔

اب جبکہ ایسے مولوی صاحبان پیدا ہو گئے ہیں جو ان احکام و اوامر کے قرآن مجید میں موجود ہونے سے انکار کر رہے ہیں جو واقعہ میں موجود ہیں تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کے حرف بحرف پورا ہونے میں کس قسم کا شک و شبہ رہ گیا ہے۔ ہرگز نہیں پھر کیسے خود فراموش اور ناعاقبت اندیش ہیں وہ لوگ جو اب بھی خدا تعالےٰ کے کسی فرستادہ کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرتے اور اس برگزیدہ خدا کو جس نے اس منصب پر ممتاز کئے جانیکا دعوٰی کیا ہے قبول کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

اگر ان لوگوں کی آنکھوں میں نور اور دماغ میں عقل باقی ہو اور وہ قرآن کریم کو کھول کر دیکھیں تو انھیں خدا تعالیٰ کا یہ صاف اور واضح ارشاد معلوم ہو جائے کہ ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام (۲۲-۳۵) اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کی عبادت مقرر کی ہے تا کہ وہ اللہ کا نام ان پالتو چار پاؤں پر پڑھیں یعنی انھیں اللہ کا نام لیکر ذبح کریں جو انھیں دیئے گئے ہیں۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ ہر ایک برگزیدہ امت کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا ایک عبادت قرار دیا گیا ہے۔ اب چونکہ تم بھی ایسی ہی ایک امت ہو اس لئے تم کو بھی جانوروں کی قربانی کرنی چاہئے۔

ممکن ہے کہ وہ مولوی صاحب جو سرے سے قرآن کریم میں قربانی کا حکم ہونے سے ہی انکار کر بیٹھے ہیں یہ بھی کہدیں کہ اس آیت میں جانوروں کو ذبح کرنے کا تو کوئی ذکر نہیں ہے اور لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام کا مطلب ذبح کرنا نہیں ہے۔ اگرچہ ایسا کہنا سخت نادانی اور جہالت ہوگی تاہم کچھ بعید نہیں کہ یہ اعتراض کیا جائے اس لئے ہم اس کا بھی ازالہ کئے دیتے ہیں

مذکورہ بالا آیت کے آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ والبدن جعلنھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر۔ فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر (۲۲-۳۷) اور قربانی کے اونٹ کو تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنایا گیا ہے۔ تمہارے لئے اس میں بھلائی اور فائدہ ہے۔ پس اللہ کا نام اس پر پڑھو۔ ان کے پاؤں باندھ کر۔ پس جب ان کی کروٹیں گر جائیں۔ یعنی وہ کروٹوں کے بل گر جائیں تو ان میں سے کھاؤ اور نہ مانگنے اور مانگنے والوں کو کھلاؤ۔

اس آیت نے جہاں جانوروں پر اللہ کا نام پڑھنے کا مطلب بیان کر دیا ہے وہاں یہ بھی بتا دیا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ اونٹوں کی قربانی کرو۔ اور ان کے گوشت کو خود کھاؤ۔ نیز دوسروں کو کھلاؤ۔

ایسے صاف اور صریح حکم کے ہوتے ہوئے کون مسلمان ہے جو کہہ سکے کہ قرآن مجید میں قربانی کا حکم نہیں ہے۔ قربانی کا حکم ہے اور ضرور ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے ہر ایک قول اور فعل کی اتباع کرنیکا خدا تعالیٰ نے ہر ایک مومن کو حکم دیا ہے اپنے عمل سے اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے۔ پس اس کا انکار کرنا خدا اور اس کے رسول کا انکار کرنا ہے۔ اور اس سے روگردانی خدا

اور اس کے رسول سے روگردانی ہے

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ اس کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود کو قبول کریں۔ تا خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کر کے قعر ذلت میں نہ گریں اور اسلامی احکام کی حقیقت سے واقف ہو کر ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

اپنی حماقت کا اقرار

مشہور ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ مسٹر ظفر علی خاں صاحب نے ستارہ صبح میں جو غلطیاں کی تھیں ان کی طرف الفضل میں جب انھیں توجہ دلائی گئی تو بجائے اس کے کہ شکر گزار ہوتے اور آئندہ خود ساختہ الفاظ کو قرآن کریم کی آیات میں داخل نہ کرتے۔ انھوں نے اور الٹی سوقیانہ اور بازاری طرز میں اپنی بے لگام زبان جو متعدد مرتبہ گنگ ہو چکی ہے ہماری طرف دراز کرنی شروع کر دی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ معقول پسند اور سنجیدہ مزاج رکھنے والے حضرات کی طرف سے انھیں اس بیہودہ سرائی کے صلہ میں کافی معاوضہ مل چکا ہوگا۔ یا مل جائیگا۔

آپ کو جھوٹ بولنے کی کچھ ایسی عادت ہو گئی ہے کہ اسے غیر معیوب سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور دن بدن اس کی نوش فرمائی میں بلانوش بنتے جا رہے ہیں۔ جب آپ شملہ سے واپس آئے تو ستارہ صبح کے پہلے ہی نمبر میں الفضل کی طرف منسوب کر کے ایک عبارت افترا کی۔ جب اس کا مطالبہ کیا گیا۔ اور ایک سو روپیہ انعام بھی رکھا گیا تو ایسے خاموش ہوئے اور ہیں کہ گویا منہ میں زبان ہی نہیں۔

پھر بعض جھوٹ تو ایسے تھے کہ آپ ان کو "بسیاختہ" وغیرہ الفاظ میں چھپانے لگے۔ مگر ہیچ طرفی بھی آپ کی جبین کو عرق شرمندگی سے آلودہ کرنے کے لیے کچھ کم نہ تھا۔ پھر آپ عالمانہ شان میں جلوہ گر ہوئے اور لگے علم نحو میں امام نحو سیبویہ کو سبق دینے کہ "للہ" میں "ل" تعریفی ہے۔ اس پر جب بتایا گیا کہ بندہ خدا کیوں علم نحو پر ظلم کرتے ہو اور "ل" ابتدائی کو تعریفی بتاتے ہو تو پھر بگڑ گئے۔ اور اسی شان افترا پردازی میں جلوہ نما ہوئے "بعض" کو "بعد" لکھنے پر ہم پر اعتراض کیا گیا ہے۔ حالانکہ ہم "قادیان شریف" کے ایک مولوی صاحب کی

دسوسہ اندازی کو دل میں جگہ دینے کے لحاظ سے "قادیان شریف کا خاص الخاص استدراجی تصرف تھا کہ تھوڑی دیر کے لئے جناب شیخ نجدی نے ہمارے قوائے عقلیہ و ادراکیہ کو معطل کر دیا"

ہم نے ان "مولوی صاحب" کا جن کے تصرف میں آکر جناب ظفر علی صاحب کے قوائے عقلیہ معطل ہو گئے تھے نام دریافت کیا تھا۔ مگر تا حال اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس لئے جب تک نام نہ بتایا جائے اس وقت تک اسے ایک افترا سمجھنا چاہیئے۔

ہمارا ظفر علی خاں پر جو اصل اعتراض تھا وہ کوئی طرز کتابت کی غلطی کے متعلق نہ تھا۔ کیونکہ کاتبوں کے عجائبات سے جو شخص واقف ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا بلکہ ان کی نحو دانی پر تھا۔ جس کو انھوں نے خود ۲ ستمبر کے ستارہ صبح میں "اپنی گنہگارانہ حماقت" قرار دیا ہے۔ لیکن اس حماقت کے اقرار کی شرمندگی مٹانے کے لئے الفضل کی بعض ایسی غلطیوں کو پیش کیا ہے کہ جن کی اصلاح خود الفضل نے کر دی تھی۔ اور جو ساری کی ساری کتابت کی غلطیاں ہیں جن سے بچنے کا دعویٰ کرنا آجکل کسی کی طاقت اور ہمت میں نہیں ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح ان کی حماقت کا ازالہ ہو گیا۔ اس کا جواب ہم سمجھدار اور باعلم اصحاب پر چھوڑتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ بھی بولے

مسٹر ظفر علی تو موہومیت کے جامہ میں ظاہر ہوے ہی تھے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب بھی آپ کی پیٹھ ٹھونکنے کے لئے نکلے اور انہی اوزاروں سے ہمارے مقابلہ میں آتے ہیں۔ جنہوں نے آپ کو اپنے اسی پرچہ میں گھائل کر دیا۔ اور آپ بقول خود "کوچہ رقیب میں سر کے بل چل کر" "امنہن دمشی مکبا علی وجھہ" کے مصداق بن گئے۔ جس کا ثبوت "قادیانی مشن" کی سرخی لکھنے سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیا کر دیا۔ چنانچہ آپ ۲۱ ستمبر کے اہلحدیث کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں

"اللھم ... علی محمد وعلی اھل بیتہ"

آپ کے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی توفیق نہیں ملی تو اس کے خلاف...... اب ہم اس کے آگے کیا لکھیں۔ خود اپنی فضیلت علمی سے پوچھ لیجئے۔ ہم تو احادیث میں کفار کے لئے اللھم علی مضر وغیرہ پڑھتے تھے۔ مگر آپ چودھویں صدی کے مولوی نبی کریم کے لئے ایسا لکھتے ہیں۔ جو کچھ آپ اس کے متعلق لکھیں گے وہی ریویو میں مندرجہ آیت کا جواب سمجھئے ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا"

یہ صفحہ اہلحدیث کا ہے ہی قابل دید ہے۔ ذوالحجہ کا اخیا ۲۹ ذیقعدہ کا بنا دیا۔ پھر ظفر علی کی "ق" سے نقطیوں اُڑا دیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

موسمی بخار کی روک تھام

اس سال جو کثرت سے بارشیں ہوئی ہیں۔ اور ابھی ہو رہی ہیں ان کی وجہ سے موسمی بخار کے دن بدن زور پکڑنے کا اندیشہ قوی ہوتا جا رہا ہے۔ اور بعض مقامات پر تو یہ عارضہ اپنی مشہور ہمہ گیری کے مطابق لاحق بھی ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ پنجاب نے اس کے انسداد کے لئے ایسے سب اسسٹنٹ سرجن مقرر کرنے شروع کر دیئے ہیں جو ان مقامات پر دورہ کرتے پھریں گے جہاں بخار کی شکایت سنیں گے اور مریضوں کو دوائی اور تندرستوں کو ہدایات دیں گے۔

اس کے علاوہ کمشنر صاحبان کو مندرجہ ذیل ہدایات گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔

تمام میونسپل شہروں میں مچھروں کو غارت کر دینا چاہئے اور اس کے لئے ایسے آدمی مقرر کرنے چاہئیں جو چھوٹے چھوٹے گڑھوں کو پُر کر دیں اور تالابوں و چھپڑوں کا پانی خارج کر دیں نیز ان کے کناروں پر جو نباتات اُگی ہو اُسے اکھاڑ دیں یا جلا کر خاک کر دیں۔

دیہاتوں اور قصبوں کے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔

کونین با معاوضہ یا بلا معاوضہ تقسیم کی جائے۔

سول سرجن صاحبان کو بھی ہدایت ہوئی ہے کہ وہ دوائی خانوں میں کونین کافی مقدار میں جمع رکھیں اور ہر وقت خیال رکھیں کہ کہیں ان کے علاقہ میں بخار نہ پھیل جائے۔

موسمی بخار۔ اس کے اسباب اور ان سے بچاؤ کے طریقوں پر ایک رسالہ لکھا گیا ہے۔ جو عام لوگوں میں تقسیم کیا جائیگا۔

گورنمنٹ کے ان تجاویز کو بروئے کار لانے سے پتہ لگتا ہے کہ اسے اپنی رعایا کے آرام و آسائش کا کس قدر خیال ہے۔ اور وہ ہر ایک ایسی کوشش دستی کرنے کے لئے کس طرح طیار رہتی ہے جس سے رعایا کے جان اور مال کی حفاظت کی جائے۔

خطبہ جمعہ

عزم راسخ اور نیت نیک ہو تو اعلیٰ خدمات کا موقعہ ملجاتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ
(فرمودہ ۷ ستمبر ۱۹۱۷ء بمقام شملہ)

(نوشتہ مولوی عمر الدین صاحب)

وجاء المعذرون من الاعراب لیؤذن لہم × × × ×
الی × × × × × × × × × واللہ غفور رحیم

ہر مرض کی دوا

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ترقی اور اسکی بہبودی کے لئے بہت سی راہیں تجویز فرمائی ہیں لیکن ان راہوں کے نہ جاننے کی وجہ سے انسان بہت سی تکالیف اٹھاتا ہے انسان کے جسم کی بیماریوں کے متعلق ہی غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ہر مرض کے لئے کئی کئی دوائیاں پیدا کی گئی ہیں کہیں کسی دوا ہی سے فائدہ ہوتا ہے۔ تو کہیں کسی دوائی سے۔ کبھی ٹیکا لگوانے سے فائدہ ہوتا ہے تو کبھی دوائی کھانے سے جبتک انسان نے تمام معالجات کو معلوم نہ کیا تھا تب تک تو بہت سی امراض کو لاعلاج بتایا جاتا تھا لیکن جوں جوں انسان کا علم ترقی کرتا گیا تو معلوم ہوتا گیا کہ ہر مرض کا علاج ہے یہانتک کہ ہمارے زمانہ میں تو شاید ایک آدھ ہی ایسی مرض ہو کہ جس کو لاعلاج بتایا جاتا ہو۔ لیکن جس زمانہ میں ابھی اطباء کا علم بالکل نامکمل حالت میں تھا۔ وہ بیشمار امراض کو لاعلاج جانتے تھے چنانچہ پرانے زمانہ کے اطباء اپنی کتابوں میں بہت سی امراض کے متعلق صاف طور پر لکھتے ہیں کہ وہ امراض لاعلاج ہیں ایسے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکل داءٍ دواءٌ یعنے ہر مرض کا علاج ہے اور آج علم کی ترقی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کر دی۔

رُوحانی امراض کا علاج

امراض روح کے متعلق بھی بہت سے علاج ہیں۔ لیکن ان کو نہ جاننے کے باعث انسان ترقی سے محروم رہ جاتا ہے حالانکہ بعض ایسی باتیں بھی ہیں کہ جن کے باعث انسان بغیر کچھ کئے بھی بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے چنانچہ جن آیات کو میں نے پڑھا ہے ان میں بھی ایسی ہی باتوں کا بیان ہے فرمایا لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ و رسولہ۔ ما علی المحسنین من سبیل۔ واللہ غفور رحیم۔ یعنی ضعفاء پر اور مریضوں پر اور ان پر جو نہیں پاتے کچھ کہ جسے وہ خرچ کریں کوئی حرج یعنی اعتراض نہیں جبکہ اخلاص رکھیں اور رسول سے نہ صرف یہ کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں بلکہ خدا انہیں محسن قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ما علی المحسنین من سبیل یعنی وہ لوگ محسن ہیں اور ان پر کوئی الزام نہیں کیونکہ یہ لوگ دل میں تڑپ رکھتے ہیں کہ وہ کچھ کریں لیکن ان کے پاس کچھ نہیں ہے چنانچہ جنگ تبوک کے موقعہ پر کچھ لوگ آئے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی۔ لیکن بسبب نہ میسر آنے سواری کے وہ نہایت حزیں ہو کر واپس چلے گئے۔ حزن سخت غم کو کہتے ہیں اب یہ غم کیوں تھا کیا اسلئے کہ وہ دنیا کے مال سے محروم رہ گئے نہیں بلکہ بظاہر تو سخت خطرہ تھا کیونکہ یہ جنگ تو قیصر روم کے ساتھ تھا جس کی اتنی بڑی بھاری قوت تھی جس سے عرب ڈرتے تھے پس ان کا حزن اسلئے نہ تھا کہ وہ دنیا کے مال سے محروم رہے اور بظاہر حال یہ تو خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا اور نہ اسکی کوئی امید ہو سکتی تھی پس یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ مال غنیمت کا خیال ان کو مغموم بنا رہا ہو پس ان کا حزن اسلئے نہ تھا بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان کو صدمہ اسلئے تھا کہ کاش آپکے پاس مال ہوتا تو وہ اسے خدا کی راہ میں خرچ کرتے اسلئے خدا نے فرمایا کہ ما علی المحسنین من سبیل۔ یعنے محسنوں پر کوئی الزام نہیں ہے پہلے فرمایا۔ لیس علی الضعفاء من حرج۔ حرج کے معنے اعتراض کے ہیں جیسا کہ عرب کے لوگ جو بدوی ہیں کہا کرتے ہیں۔ کہ حدث عن البحر ولا حرج علیک من حرج یعنی سمندر کے متعلق جو چاہے بیان کرے پھر تجھ پر کوئی حرج نہیں۔ یعنی کوئی اعتراض نہیں۔

پھر فرمایا کہ یہ محسن ہیں ان پر کوئی الزام نہیں کیونکہ جب وہ بسبب سواری نہ مل سکنے کے واپس لوٹے تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ فیض کے معنے ہیں برتن کا بھر کر اس میں سے پانی کا بہنا پس ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا ان کے قلب کے حزن سے پر ہونے میں ایک نشان ہے یہاں ان لوگوں کو صرف دل کی خواہش نے محسن بنا دیا ہے گویا بغیر کسی کام کرنے کے وہ خدا کے حضور میں محسن کہلائے اس حال میں کہ ان کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت بھری ہوئی تھی اگر ان کے پاس مال ہوتا تو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور اگر موقعہ ملتا تو وہ جان کو بھی قربان کرتے۔

مخلص احمدی کی نیت

پس معلوم ہوا کہ بغیر عمل کئے بھی انسان محسن ہو سکتا ہے اور یہ اس صورت میں جبکہ اسکے دل میں صدق اور اخلاص ہو۔ آجکل جان دینے کا موقعہ نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر ایک احمدی دل میں یہ نیت رکھتا ہو کہ اگر اسکو اللہ کی راہ میں گھر سے بے گھر اور مال و اولاد سے یک طرف اور خویش و اقارب سے علیحدہ ہونا پڑے۔ اور خدا کی راہ میں جان دینی پڑے تو وہ بلا دریغ نہایت خوشی کے ساتھ اللہ کی راہ میں جان دیدیگا۔ تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی درجہ ہے جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں اور اسکے دین کے لئے جان لڑانے والا کا درجہ ہے ایسے لوگ نہ صرف وہ ثواب پاتے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو ملتا ہے۔ بلکہ یہ لوگ ان کے ساتھ ہی سمجھے جاتے ہیں۔ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے کہا کہ مدینے میں کچھ ایسی جماعتیں ہیں کہ وہ مدینہ میں بیٹھے ہی تمہارے ساتھ ہیں اگرچہ وہ جماعتیں وہ تکالیف نہیں اٹھاتیں جو تم اٹھاتے ہو کیونکہ وہ مجبوراً وہاں رہ گئے ہیں۔

مگر یہ درجہ صرف معمولی خواہش سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ درجہ اسوقت ملتا ہے جبکہ دل اپنی مجبوری پر سخت مغموم ہو اور کڑھتا ہو۔ اور اسمیں سخت تڑپ ہو کہ کاش وہ بھی کچھ اللہ کی راہ میں صرف کرنے کی قدرت رکھتا اور اسے بھی اللہ کی راہ میں جان کو قربان کرنیکا موقعہ ملتا۔ اگرچہ ایسی حالت میں اسکے جوارح ساتھ نہ ہوں لیکن بسبب کچی تڑپ اور

یہی درجہ پاتا ہے جو درحقیقت خدا کی راہ میں جان ومال قربان کرنے والوں کو ملتا ہے۔

ہمّت بلند اور نیک نیّت ہونی چاہئے

آجکل ہماری جماعت بھی کئی کام نہیں کرسکتی بسبب مجبوری کے تو ان آیات میں اس کے لئے بھی ایک سبق ہے مثلاً اگر کسی شخص کو یہ توفیق نہیں کہ وہ اپنے کام سے فرصت پاکر تبلیغ کرے۔ یا بسبب افلاس کے کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرسکے تو اگر اسکی ہمّت بلند ہو۔ اور نیت پاکیزہ ہو اور دل میں یہ تڑپ ہو کہ کاش وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرسکے اور تبلیغ حق کی اسے توفیق ہو تو اسکے لئے بھی اللہ کے ہاں وہی اجر ہے جو تبلیغ کرنے والوں اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے والوں کے لئے ہے بہت سے لوگ ہیں جو نیت کے سبب بڑے مدارج پر پہنچ جاتے ہیں اور بہت ہیں جو نیت نیک نہ ہونے کے باعث ہلاک ہوجاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کی وجہ فضیلت یہی بیان کی کہ ابوبکر کو جو تم پر فضیلت ہے وہ اسکے اعمال کے باعث نہیں بلکہ اسکی نیت کے باعث ہے حضرت عمر رضؓ کا قول ہے

نیت المؤمن خیر من عملہٖ

اس قول کے متعلق دو غلطیاں ہوئی ہیں ایک یہ کہ اسکو حدیث قرار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ اس کے معنے یہ کئے گئے کہ عمل کرنے کی نسبت نیک نیت بہتر ہے دراصل اس کے معنے یہ ہیں کہ مومن جس قدر نیک عمل کرتا ہے اس سے بڑھکر عمل نیک کرنے کی نیت رکھتا ہے ہزار خرچ کرتا ہے تو نیت یہ ہوتی ہے کہ اگر دس ہزار ہوتا تو وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کردیتا اور باوجود اسکے اسے غم ہوتا ہے کہ میں نے کوئی خدمت نہ کی اور وہ بڑھکر عمل کرنے کی نیت رکھتا ہے۔

نیت بد انسان کو اکثر ہلاک ہی کرتی ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص کی کتیا نے بچے دیئے اسکے کسی دوست نے اس سے ایک بچہ مانگا تو اس نے جواب دیا کہ کتیا کے بچے تو سب کے سب مرگئے لیکن اگر وہ زندہ بھی ہوتے تب بھی میں کوئی بچہ نہ دیتا۔ اسکے دوست نے کہا کمبخت تمہارے خبث باطن کی پردہ پوشی کے لئے بچے تو سب کے سب مر ہی گئے تھے لیکن تمنے اپنے خبث باطن کو ظاہر کر ہی دیا۔

غرض ایک شخص یہ نیت رکھتا ہے کہ میں اگر ضرورت پیش آجاوے تو وطن کو مال کو اولاد کو کاروبار کو خدا کے لئے چھوڑدونگا تو وہ شخص اپنے گھر اور بال بچوں میں رہتے ہوئے اور اپنا کاروبار کرتے ہوئے بھی ان لوگوں میں داخل ہوجائیگا جنھوں نے وہ سب کچھ فی الواقعہ ترک کیا۔

نیک نیتی کا نتیجہ

نیت نیک سے عمل نیک کی توفیق بھی ملتی ہے۔ اور وہ انسان کو کام کا اہل بھی بنادیتی ہے جبکہ وہ بار بار اسکو دل میں لاتا رہتا ہے جب زندہ لوگ اپنی قوم میں ایسی روح پھونکنا چاہتے ہیں تو ان کی ہمتوں کو بلند کرنے کے لئے ان کو مختلف پیرایوں میں بتاتے ہیں کہ وہ ایسے ہیں اور ایسے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد ایسے تھے کہ ملک کے لئے اپنی جانوں کو بے دریغ قربان کرتے تھے وغیرہ وغیرہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وقت پر وہ قوم بھی جان قربان کرنے کو طیار ہوجاتی ہے برخلاف اسکے متعصب لوگوں کی لکھی ہوئی تاریخ ہند پڑھ پڑھ کر بہت سے لوگوں کو اسلامی سلطنت کے ظالم ہونیکا خیال پیدا ہوگیا۔ انگلینڈ کو دیکھو کہ موجودہ جنگ کے موقعہ پر ابتداءً تھوڑی ہی فوج جو قریب ایک لاکھ تھی دشمن کے مقابل لاسکا لیکن چونکہ اہل انگلینڈ کے دلوں میں ابتداء سے ہی فرض شناسی کی عادت قومی اور خدمت ملکی کے جذبات کو بھر بھر ڈالا گیا تھا اسلئے اب ضرورت کے وقت وہ دفعۃً طیار ہوگئے یہانتک کہ اب سب سے زیادہ فوج انگلستان ہی کی ہے جو اس جنگ میں دشمن کا مقابلہ بڑی سرگرمی سے کر رہی ہے۔

شملہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں کام کی کثرت ہے اور فرصت کم۔ مثلاً ملازمت پیشہ لوگوں کا بہت سا وقت ملازمت میں ہی صرف ہوجاتا ہے لیکن اگر یہاں کے لوگ بھی ہمت بلند اور نیت نیک رکھیں اور ہر وقت اللہ کی راہ میں اعلیٰ خدمات بجا آوری کے لئے طیار رہیں تو یہ لوگ بھی ان لوگوں میں شامل ہونگے جو اللہ کی راہ میں کوشش کرنے والے اور اعلیٰ خدمات بجا لانے والے ہیں ✣

ایک سعید روح کا معافی نامہ

غیر مبائعین غور سے پڑھیں

عاجز حضرت خلیفۃ المسیح اول کی یوم وصال کیا تھا اور بعد خاص پشاور میں تھا۔ بدقسمتی سے حسن ظن جو کہ میرا مولوی غلام حسن پر تھا اسنے مجھے خلافت سے ایک مدت جدا رکھا۔ ان ایام میں تکلیف نہایت گرجاتا اگر اللہ میری دستگیری نہ فرماتا مجھے اس واحد یگانہ نے اس دارالفساد سے نکال کر کھجوری کچھ وزیرستان غیر علاقہ میں تبدیل کردیا الگ ہو کر اللہ تعالےٰ سے دعاؤں کی توفیق ملی۔ حق کھل گیا۔ اور وہیں سے حضور کی بیعت کرلی تھی۔ مگر ان ایام میں کہ میں حضور سے جدا تھا گویا خدا کے رسول اور خدا سے جدا تھا میں نے گناہ کیا۔ اس گناہ کا زخم میرے دل پر اب تک ہے اور میں نے آجتک حضور سے معافی نہیں مانگی جو کہ میری بدقسمتی پر دال ہے حضور خدا کے لئے اس عاجز کو ان گناہوں سے جو کہ بندہ نے خلافت سے کٹ کر کئے معاف فرماویں میں نے حضور کے برخلاف گوسالہ سامری کی طرح جو کہ تمام جماعت پشاور کا آجتک طیرہ ہے زبان چلائی وہ میری اپنی زبان نہ تھی وہ ایک فونوگراف کا سا عال تھا مگر اللہ نے وہاں سے علیحدگی اپنے فضل سے بخشی اور مجھے مرض کوڑھ سے نجات ملی جو کہ اسی کے فضل سے ملی نہ تبدیلی ہوتی اور نہ نجات ملتی چند یوم ہوئے عاجز کا ایک دن کے لئے پھر پشاور جانیکا اتفاق ہوا۔ افسوس صد افسوس۔ آجکل پشاور میں غیر مبائعین کی وہی گندی حالت ہے اور وہی گندہ وہی ہے اللہ اللہ! یہ میری خوش قسمتی کہ وہ ایام پھر میرے سامنے آئے اور اگرچہ حضور سے بیعت ۱۹۱۵ء میں ہی کرلی تھی مگر یاد تھا کہ معافی حضور سے مانگنے کی آجتک توفیق نہیں ملی ہے سو یہ معافی نامہ حضور کے حضور گذارتا ہوں اللہ کے واسطے معاف فرمادیں۔

حضور کا ادنیٰ غلام نصر اللہ خان سب اوورسیر قلعہ شاہ بازگڈہ

حضرت خلیفہ ثانی
کی
صداقت کا ایک زبردست نشان

غوث گڈھ ایک چھوٹا سا گاؤں قریباً ۸۰ گھروں کی آبادی کا ہے۔ یہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ ابتدائی سے ایک چھوٹی سی مخلص جماعت ہے۔ ایک مسجد بھی ہے۔ اور اُس کا امام بھی احمدی ہے مسجد پر پورا تسلط احمدیوں کا ہے۔ غیر احمدی ہمارے ساتھ نمازیں ادا کرتے۔ اور ہمارے خطبوں میں شامل ہوتے تھے۔ کبھی کوئی جھگڑا نہ ہوا تھا۔ اس دفعہ سالانہ جلسہ پر ایسے غیر احمدیوں کے جنازہ کا مسئلہ حضرت اقدس سے دریافت کیا۔ فرمایا کہ ناجائز ہے۔ اس کے بعد جماعت میں اعلان کیا گیا کہ اب غیر احمدیوں کا جنازہ احمدی نہ پڑھا کریں۔ اس اعلان کے بعد گاؤں میں مخالفت شروع ہو گئی۔ مگر بہت دھیمی۔ ایک شخص سخت مخالف باہر کے رہنے والے کی اس جگہ نہایت نازک رشتہ داری ہے۔ اس کے نام اہلحدیث جاری ہے اور یہ ثناء اللہ کا گویا مرید ہے۔ یہ ہمیشہ اپنے رشتہ داروں کی نگرانی کرتا کہ کوئی کبھی ان میں سے احمدی نہ ہو جاوے۔

اس اعلان ممانعت جنازہ کے بعد یہ صاحب بھی اس گاؤں میں تشریف لے آئے مخالفت تو شروع ہو چکی تھی ان کو موقعہ مل گیا حسن اتفاق سے یہ عاجز اپنے حلقہ میں باہر پڑتال گرد آوری کے واسطے گیا ہوا تھا کہ بعد میں ایک احمدیہ بیوہ عورت کا انتقال ہو گیا۔ اس کا حقیقی بھائی احمدی سبز دار لدھیانہ گیا ہوا تھا۔ نماز جنازہ کے وقت اس مرحومہ کی نسبت شک پیدا ہو گیا کہ احمدی نہ تھی۔ بعض نے کہا کہ احمدی تھی۔ غرضیکہ بہت سے احمدیوں نے اس کا جنازہ نہ پڑھا اور اس کے رشتہ داروں سے کہدیا (جو سب احمدی تھے) کہ منشی جی (یعنی یہ عاجز) جب پڑتال سے واپس آئیں گے تو ان سے تصدیق کے بعد ہم جنازہ پڑھ لیں گے۔ اس واقعہ سے جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے اور نہایت ہی سخت ناراضگی ہو گئی اس مخالف شخص کو اب خوب موقعہ مل گیا۔ چنانچہ اس نے خوب آگ بھڑکائی۔ اور روپڑ پہنچکر ایک مولوی کو جو مباحثہ روپڑ میں شامل تھا۔ وہاں سے ساتھ لے آیا۔ اور مباحثہ روپڑ کے متعلق جس میں یہ بھی جا کر شامل ہو گیا تھا۔ خوب اس جگہ باتیں بنا بنا کر بیان کیں۔ اسی وقت یہ عاجز حلقہ سے آ گیا۔ نماز عشاء کے وقت سب حالات سے بخت از سخت مضطر ہوا۔ دوسرے روز جمعہ تھا۔ مولوی صاحب بھی تشریف لے آئے تھے۔ ان کے پاس علاوہ غیر احمدیوں کے مرحومہ کے رشتہ دار احمدی بھی جا حاضر ہوئے۔ اور صلاح و مشورہ ہونے لگے۔ اُنھوں نے بلا اطلاع اس عاجز کے گرد و نواح دیہات میں اعلان کرا دیا کہ آج جمعہ کے بعد رام گڈھ میں (جو کہ غوث گڈھ کے بالکل ساتھ ملا ہوا گاؤں علاقہ گورنمنٹ عالیہ میں ہے) منشی عبد السلام کے ساتھ مباحثہ ہو گا سب لوگ آئیں۔

میں نے جب معلوم کیا کہ گاؤں میں سخت مخالفت ہو گئی ہے اور احمدی جماعت بھی دو ٹکڑے ہو چکی ہے۔ اور چند احمدی مرتد ہونے کے قریب ہو چکے ہیں تو میں بہت ہی سخت گھبرایا۔ اور حواس باختہ ہو گئے۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ فتنہ کس طرح فرو ہو۔ سخت اضطراب دامنگیر ہوا۔

آخر جمعہ کا وقت قریب ہوا تو مولوی صاحب مع اپنے ساتھیوں کے راجگڈھ تشریف لے گئے۔ (میں نے مولوی صاحب کو جمعہ سے پہلے گفتگو کے لئے بلوایا۔ وعدہ کیا کہ کھانا کھانے کے بعد آتے ہیں۔ بہت انتظار کیا گیا مگر وعدہ پورا نہ کر سکے۔) گرد و نواح دیہات کے لوگ بھی اچھی تعداد میں اس کے گرد جمع ہو گئے

اس عاجز کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آج حضرت اقدس کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ بعد از غسل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ خاص خوشبودار متبرک تیل لگنے کے بعد سر پہ باندھ کر مسجد میں آیا۔ اور سب احمدی بھی جمع ہو گئے۔ مرحومہ کا بھائی بھی لدھیانہ سے واپس مسجد میں آ گیا تھا۔ مگر خوں بدیدہ۔

مرحومہ کے متعلق پہلے یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ وہ احمدی تھی کیونکہ اُس کا شمار فہرست احمدیوں میں درج تھا جو ششماہی رپورٹ کے ہمراہ بھیجی گئی تھی خطبہ میں احمدی بھائیوں کی اس قابل درگذر غلطی کی نسبت بیان کر کے رشتہ داران مرحومہ کے دلوں کو کسی قدر ٹھنڈا کیا۔ اور بعد نماز جمعہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اُس دن غیر احمدی کوئی جمعہ میں نہ آیا۔ سب راجگڈھ چلے گئے۔ اُدھر مولوی صاحب نے خوب دل کھول کر لوگوں کو بھڑکایا۔ جمعہ کے بعد یہ عاجز قریب دیہات میں پڑتال گرد آوری کے واسطے جانیکو تھا کہ مولوی صاحب کی طرف سے ایک شخص مسمی ابراہیم جو سخت مخالف تھا یہ پیغام لایا کہ مولوی صاحب تم کو صرف پندرہ منٹ کیواسطے مسئلہ نبوت پر بحث کرنے کے لئے بلاتے ہیں اور فرمایا ہے کہ اس جگہ نہ آنا ہو تو پھر ہمکو وہاں بلا لیں۔ اور فلاں فلاں دیہات کے لوگ جمع ہیں۔ میں نے کہا کہ پندرہ منٹ میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ زیادہ وقت کم از کم تمام مسائل طے کرنے کے واسطے تین دن ہونے چاہئیں۔ اور احمدیوں کی طرف سے یہ عاجز ذمہ دار ہو جائیگا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی صاحب کسیکو ذمہ وار بنا دیں تاکہ امن کے ساتھ گفتگو ہو جاوے۔ اس کو مولوی صاحب نے منظور نہ کیا۔ یہ کہکر یہ عاجز تو پڑتال کو چلا گیا۔ بعد ازاں مولوی صاحب نے مشہور کر دیا کہ عبد اللہ بھاگ گیا۔ اور خوب فتوے بازی سے لوگوں کو بھڑکایا جس کا یہ اثر ہوا کہ احمدی نفیروں کو آٹے سے اور احمدی جھیور کو پانی بھرنے سے روک دیا گیا۔ اور ایک گاؤں میں سے اس کی دانے بھونے کی بھٹی اکھاڑ دیگئی۔ اور میرے پیچھے سب غوث گڈھ کے غیر احمدیوں نے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ اور گرد و نواح کے غیر احمدی جو جمعہ پڑھنے ہمیشہ یہاں آیا کرتے تھے سب چھوڑ گئے۔ اور سخت دشمن ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اور رات کو پھر مولوی صاحب نے فتوے بازی کی۔

اگلے روز صبح کے وقت بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ مولوی صاحب سے ضرور گفتگو کرنی چاہیئے۔ چنانچہ عطا الٰہی احمدی اور دو تین غیر احمدیوں کی معرفت مولوی صاحب کی خدمت میں میں نے یہ کہلا کر بھیجا کہ آپ مسجد غوث گڈھ میں تشریف لے آئیں اور میں ہر طرح سے امن وغیرہ کا ذمہ دار ہوں اور اس طرح سے گفتگو کر لیں کہ۔

اول ڈیڑھ گھنٹہ کھڑے ہو کر آپ جس مسئلہ پر چاہیں اور جس طرح چاہیں مجمع عام میں خوب دل کھول کر تقریر کر لیں۔ اثنائے تقریر میں کسیکو اختیار بولنے کا نہ ہو گا۔ ہم سب خاموش سنتے رہیں گے۔ اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ یہ عاجز کھڑا ہو کر جیسا مناسب

سمجھے گا آپ کے جواب میں تقریر کرے گا۔ فقط۔ سامعین خود نتیجہ نکال لیں گے۔ اس کو مولوی صاحب نے منظور نہ کیا۔ اور فرمایا پہلے مسائل طے ہونے چاہئیں جن میں گفتگو ہو اور شرائط طے کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد مولوی صاحب ایک شخص کے گھر کھانا کھانے کے واسطے مسجد کے پاس سے گذرے۔ میں نے ان کو اپنے پاس روک لیا۔ اور کہا کہ شرائط کی کچھ ضرورت نہیں جس جس مسئلہ پر آپ چاہیں تقریر کردیں۔ اس کے بعد ایسا ہی یہ عاجز کرے گا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ یہ مسائل ایسی جلدی طے نہیں ہو سکتے۔ کم از کم تین دن ہوں۔ اور اس کی ذمہ داری ہم کو اس وقت لکھ کر دیدیں اور کوئی تاریخ مقرر کرکے اس سے پہلے مجھ کو اطلاع دیں پھر میں آجاؤں گا اور کسی کو اپنی مدد کے واسطے بھی لے آؤں گا۔ میں نے کہا مولوی صاحب کل ۱۵ منٹ میں جھگڑا طے ہوتا تھا اور میرے تین دن منظور نہ ہوتے تھے آج تین گھنٹہ میں بھی طے نہیں ہوتا اور وہی تین دن پیش کئے جاتے ہیں۔ اس وقت غوث گڈھ اور راجگڈھ کے لوگ بہت جمع تھے وہ مولوی صاحب کو زور دیتے تھے کہ تقریر کریں۔ مولوی صاحب نے جواب دیدیا کہ میں تقریر نہیں کرتا نہایت شرمندگی کے ساتھ چلے گئے۔

یہ عاجز بھی احمدیوں کو جس قدر ہو سکا سمجھاتا رہا۔ یہ سارے کا سارا دردناک واقعہ اس عاجز نے حضرت اقدس .... حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت عالی میں لکھا اور درخواست دعا کی گئی۔ اس کا جواب قلم خاص کا لکھا ہوا اس طرح صادر ہوا کہ

"وہاں کے لوگوں کی مخالفت اور عداوت کا حال پڑھ کر افسوس ہوا۔ اس کا نتیجہ انشاء اللہ اچھا نکلیگا۔ میں انشاء اللہ دعا کرونگا"

اس کے بعد یہ عاجز بھی وقتاً فوقتاً لوگوں کو سمجھاتا رہا اور نبوت وغیرہ مسائل کے متعلق خوب لوگوں کو سمجھایا گیا۔ میرے ماں باپ اس وجود پاک پر قربان ہوں جس کے قلم سے لکھے ہوئے فقرہ کی اللہ تعالیٰ نے (اس کا نتیجہ اچھا ہوگا) ایسی عزت کی کہ مخالفوں میں اس نشان کا چرچا ہو گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ۔

تھوڑے ہی دنوں کے بعد غوث گڈھ کے لوگوں کی مخالفت کم ہونی شروع ہوگئی۔ اور وہ جمعہ میں آنے لگ گئے۔ مگر یکے بعد دیگرے خطبات سننے لگ گئے۔

دو ماہ کے اندر اندر یہ نقشہ ہو گیا کہ پہلے تو مخالفت کے بعد ۷ شخصوں نے بیعت کی۔ دو ہفتے کے بعد پھر ۲ شخصوں نے کل اس وقت تک ۱۴ شخصوں نے اس چھوٹے سے گاؤں میں مخالفت کے بعد بیعت کرلی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

جس گھر میں جناب مولوی صاحب نے رونق افروز ہو کر نزول فرمایا تھا اس گھر کے جملہ زن و مرد۔ خورد و کلاں چھ کس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بذریعہ خط یکے بعد دیگرے داخل ہو گئے۔ اور جو گھر کہ مولانا صاحب موصوف کی نظر کے سامنے اس گھر کے متصل تھا وہ بھی فی السلم کافۃ کا مصداق ہو کر مع خورد و کلاں ۳ کس کے داخل سلسلہ ہوا تیسرے گھر سے بھی ایک نوجوان کھینچا گیا۔ یہ گھر بھی اسی ڈیوڑھی کے اندر ہے جس میں کہ جناب مولانا صاحب موصوف نزیل تھے۔ فالحمد للہ

طرفہ یہ کہ یہ سب گھر اس نیک بخت شخص کے نازک رشتہ داروں میں سے ہیں جو کہ جناب مولوی صاحب کو روپے ان کی حفاظت ایمان کے واسطے اور اس عاجز سے بحث کرانے کے واسطے لائے تھے ثم الحمد للہ۔ ابھی بس نہیں ہوئی۔ وہ ابراہیم (جو کہ سخت مخالف تھا اور جو سیاپہ مطبوعہ اپنے گاؤں راجگڈہ میں سنایا کرتا تھا) جس کو مولوی صاحب نے اپنا پیغام مبارک برائے مباحثہ ۱۵ منٹ کے لئے دیکر بھیجا تھا سلسلہ حقہ میں بذریعہ خط داخل ہوگیا۔ اور اب بموقعہ عید حضرت اقدس کے حضور مع دو نوجوانوں کے جو کہ مولوی صاحب کو لانے والے شخص کے نازک رشتہ داروں سے ہیں حاضر ہوا الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ

مولوی صاحب کیا تشریف لائے احمدیت کے واسطے دروازہ کھل گئے اور اس گاؤں کو یدخلون فی دین اللہ افواجا کا مصداق بنا گئے۔

یہ سارا حال پھر اس عاجز نے حضرت اقدس کی خدمت عالی میں لکھا جس کا جواب خاص قلم سے حضور نے بدیں الفاظ تحریر فرمایا۔

"وہاں کے حالات معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس قدر جلد سب مشکلات کو دور کرکے دشمنوں کو دوست بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نومبایعین کو استقامت عطا فرماوے اور اپنے فضل کے سایہ کے نیچے رکھے۔" بلفظہ۔

اب مجھکو اپنے نہایت پیارے بھائی احمدیوں کی خدمت عالی میں اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں وہ خود سوچ لیں کہ یہ کیسا عظیم الشان نشان صداقت حضرت مصلح موعود پر ہے۔ اس وقت سخت شورش کے ایام میں جبکہ بعض احمدی بھی ارتداد اختیار کر چکے تھے یہ تحریر فرمایا کہ اس کا نتیجہ انشاء اللہ اچھا نکلیگا ایک صریح معجزہ ہے۔ اس فقرہ کی کیسی اللہ تعالیٰ نے عزت کی ہے جس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ اس سے اچھا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مخالفت کے بعد حضرت اقدس کی دعا کی برکت سے (جس کا وعدہ خط اول میں ہے) پرانے احمدی عملی اور ایمانی اور باہمی محبت میں قابل رشک ترقی کر گئے۔ اور ایک کثیر تعداد وحیثیت گاؤں کے لحاظ سے) نئے احمدیوں کی بڑھ گئی جب مجھکو وہ مخالفت سخت کا نقشہ یاد آتا ہے اور پھر کلمات (انشاء اللہ اس کا نتیجہ اچھا نکلیگا) کے بعد حالت موجودہ سامنے ہوتی ہے تو عجیب شان اس وجود پاک کی نظر آتی ہے۔ جس کی قلم سے کلمات مذکورہ بالا نکلے ہیں۔ جن کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی۔ جماعت کی ایسی ترقی سے گرد و نواح کے لوگ حیران ہیں ایک مسافر نے چند روز ہوئے ایک غیر احمدی ساکن غوث گڈھ سے پوچھا کہ اس گاؤں کا کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ پہلے تو اس کا نام غوث گڈھ تھا مگر اب تو مرزا پور ہو گیا۔

(عاجز عبداللہ سنوری)

ایک احمدیت سے مرتد ہونیوالے کی حقیقت

۶۔ اگست ۱۹۱۷ء کے پیسہ اخبار میں ایک شخص بابو عبدالمجید کی طرف سے اعلان شائع ہوا تھا کہ میں عرصہ سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پیرو تھا میں اب اس مذہب سے تائب ہوتا ہوں

اس کے متعلق برادرم محمد اسمٰعیل خانصاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے اور غیر مبایع ہیں ان کی حالت ہمیشہ سے منافقانہ رہی ہے۔ میرے سامنے کچھ بیان کرتے اور غیر احمدیوں کے سامنے کچھ۔ آخر اپنے اس برے طرز عمل کے نتیجہ کو پہنچ گئے۔ اور کھلے طور پر غیر احمدیوں سے جا ملے۔ اس سے غیر مبایعین کو سبق لینا چاہئے کہ ان کے قدم کس طرف اٹھ رہے ہیں اور وہ کیسے خطرناک مقام پر کھڑے ہیں۔

ایڈریس بحضور حضرت خلیفہ ثانی

ہمیں یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ شملہ نے اپنے قابل سکرٹری جناب منشی برکت علیخان صاحب کی رہنمائی میں اپنے آپ کو دوسری جماعتوں کے لئے اسوہ حسنہ ٹھہرایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اپنے آپ کو بطور جماعت پیش کرکے اس اتفاق واتحاد کا ثبوت دیا ہے جو حضرت مسیح موعود اور حضور کے خلفاء اس جماعت میں دیکھنا چاہتے ہیں اگرچہ فرداً فرداً بھی احباب نے خدمت میں حصہ لیا مگر بطور جماعت کے پیش ہونا اور اپنے آپکو ایک امیر ماتحت یکزبان ہوکر اپنی موجودہ حالت اور پیش آمدہ ضرورت کا بیان بہت ہی اچھا قابل اتباع طریق ہے۔ جو مندرجہ ذیل ایڈریس سے واضح ہوگا (ایڈیٹر)

شکریہ تشریف آوری

حضور عالی! زہے قسمت کہ جناب شملہ میں تشریف لائے اور ہمیں دیدار فرحت آثار سے مشرف فرمایا۔ بعض دوست ایسے تھے جنہوں نے اب تک حضور کی زیارت نہیں کی تھی اور بعض ایسے بھی تھے جن کو دارالامان گئے ایک عرصہ گذر گیا تھا۔ غرض ہم سب کے سب حد درجہ آرزومند تھے کہ آپ کسی طرح ایک مرتبہ یہاں تشریف آور ہوں پچھلے دنوں جب ہم نے سنا کہ آپ تبدیلی آب وہوا کی غرض سے کہیں باہر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو سب بیتاب ہوگئے اور سب کی توجہ بڑے زور کے ساتھ اس طرف گئی کہ حضور سے شملہ آنے کی التجا کی جائے۔ چنانچہ بحیثیت مجموعی اور فرداً فرداً حضور کی خدمت میں درخواست بھیجی گئی۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ باوجودیکہ آپکا منشا ڈلہوزی جانے کا تھا مگر اس نے ہماری دعاؤں کو سنا اور حضور کے دل میں شملہ آنے کی تحریک ڈالی۔ اور ہم حضور کے مشکور ہیں کہ خادمین شملہ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ ہم حضرت نوابصاحب کے بھی مشکور ہیں کہ اُن کی وجہ سے حضور کو یہاں آرام ملا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے حضور کی آسائش کے لئے سامان پیدا کردیئے اگر حضرت نوابصاحب یہاں نہ ہوتے تو ممکن ہے کہ ہمیں حضور کو تکلیف دینے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ یا اگر بالفرض حضور تشریف لاتے بھی تو جیسا آرام حضور کو نوابصاحب کی وجہ سے ہوا ہے۔ ویسی آسائش ہم ہم نہ پہنچا سکتے۔ کیونکہ شملہ کے مکانات اور یہاں کی رہائش اور دیگر ضروریات کچھ ایسی ہیں کہ بعض اوقات معمولی اور اوسط درجہ کی آمدنی والوں کو ضروری سامان بھی مہیا کرنے مشکل ہوجاتے ہیں۔ غرض یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمارے واسطے یہ سب سامان پیدا کردیئے۔ ہم حضرت نواب صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُن کی بدولت ہمیں ایک طرح مفت بغیر کسی محنت مشقت کے اور بغیر کسی قسم کے اخراجات کے متحمل ہونے کے حضور کی زیارت نصیب ہوگئی۔ اور حضور کے مشکور ہیں کہ آپ نے ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور شملہ میں تشریف لائے۔ ہمیں حضور کے یہاں تشریف لانے سے بڑی خوشی ہوئی۔ دنیا میں ایمان بڑی چیز ہے۔ اس کے ثمرات انسان کو اس زندگی میں اور اس کے بعد بھی خوش وقت کرتے ہیں مگر جو ایمان صحبت صادقین سے حاصل ہوتا ہے۔ اُس کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کو ایمان کی قدر ہے۔ پس ہم حضور کے یہاں تشریف لانے پر جس قدر بھی خوشی کا اظہار کریں کم ہے۔ ..... گو حضور کی فرودگاہ شملہ سے کسی قدر فاصلہ پر ہے اور وہ دوست جو دور رہتے ہیں ان کو حضور کی مجلس کا اور حضور کی وعظ و نصائح سے مستفیض ہونے کا نسبتاً کم موقعہ ملتا ہے۔ مگر تاہم جس قدر موقعہ ملتا ہے غنیمت ہے۔

غرض ہمیں حضور کے تشریف لانے سے بڑی خوشی ہوئی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت دے۔ اور عرصہ دراز تک حضور کا سایہ جماعت کے سر پر رکھے۔ حضور کو کچھ خیال ہوگیا تھا کہ شاید شملہ کی آب وہوا اچھی نہیں گو اس حصہ شملہ کی آب وہوا خصوصیت سے اچھی سمجھی جاتی ہے مگر فائدہ اور نقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر اچھی نہ بھی ہو تو بھی ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بد اثرات سے حضور کو محفوظ رکھے۔ اور حضور کی صحت کے لئے اُس کو مفید بنا دے۔

نذر جماعت شملہ

میں نے شملہ کے مکانات اور یہاں کی رہائش وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے حضور نے سمجھ لیا ہوگا کہ بعض دوستوں کو کیسی مجبوریاں لاحق ہوسکتی ہیں۔ جو قدر اور عزت حضور کی ہمارے دلوں میں ہے اُس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اور جو نیت ہمارے قلب میں پنہاں ہے اُس کا صحیح اندازہ بھی اُسی کو ہوسکتا ہے۔ مگر جیسا حضور نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا تھا نیت کا عملی اظہار توفیق پر منحصر ہے۔ بعض دوستوں نے حضور کی ضیافت کرنے سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو بیش از بیش حضور کی خدمت کا موقعہ دے۔ اور اُن کی محبت اور اخلاص میں ترقی دے۔ مگر افسوس ہے کہ سب دوستوں کو یکساں اظہار محبت کا موقع نہیں مل سکتا۔ لہذا ہم بحیثیت جماعت مجموعی طور پر یہ حقیر نذر مبلغ عـــہ روپیہ کی حضور کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے ہیں۔ اس میں وہ تمام دوست بھی شامل ہیں جنہوں نے علیحدہ طور پر ضیافت بھی کی ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ حضور منظور فرمائیں گے۔ اور ہم خادمین کے حق میں دعا کریں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویت ایمان بخشے خدمت دین کی بیش از بیش توفیق دے۔ دنیا و آخرت میں خوش حال رکھے۔

جماعت کی تمحیص

اس کے بعد میں کچھ جماعت کی نسبت عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس ابتلاء سے شملہ کی جماعت گذری ہے اُس کی کیفیت غالباً حضور کو بخوبی معلوم ہے۔ گو موجودہ تفرقہ سے قدرے رنج پیدا ہوتا ہے کہ مفسدہ پردازوں نے خواہ مخواہ چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانے کی کوشش کی اور محض ذاتی کاوشوں کی وجہ سے جماعت میں پھوٹ ڈال دی مگر جب ہم نتائج کی طرف غور کرتے ہیں تو وہ رنج بہت حد تک رفع ہوجاتا ہے بلکہ ایک گونہ خوشی ہوتی ہے۔ منافق طبع لوگوں کا جماعت میں رہنا جماعت کی ایمانی حالت کو کمزور کررہا تھا۔ اور وہ اندر ہی اندر اپنی منافقت کا زہر پھیلا رہے تھے جس سے جماعت کی خصوصیات کے مٹنے کا اندیشہ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ وہ حد سے تجاوز کررہے ہیں تو حضور کے عہد خلافت میں اُن کو جماعت سے الگ کردیا جماعت کے اندر ایک مرض تھا۔ حضرت خلیفہ اول کو بھی اس کا علم تھا۔ اور وہ اس کے علاج کے فکر میں رہتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اس علاج سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا بلکہ بد پرہیزیاں اور بداعتدالیاں کرکے اپنے آپ کو زیادہ بگاڑ لیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے گندے اور عضو لاعلاج کی طرح اُن کو جماعت سے کاٹ دیا۔ اب جماعت خالص

احمدیوں کی جماعت رہ گئی اور جو نقائص اور عیوب اُن کی چشم بیمار کو نظر آتے تھے ان سے کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ اُس دن کے بعد جو جماعت کو ترقی ہوئی اور اب تک ہو رہی ہے اُس سے ثابت ہو گیا کہ ان کی نظر کا قصور تھا۔ ورنہ وہ نقائص اور عیوب نہیں بلکہ خیر اور نیکی ہے۔ اور ثواب کی راہ ہے جب ہمیں حضور کے خلیفہ ثانی منتخب ہونے کی اطلاع ملی تو میں نے اُسی وقت دوستوں سے بیعت کے لئے دستخط کرانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ تھوڑے قیل و قال کے بعد بہت سے دوستوں نے دستخط کر دیئے۔ مگر تیسرے روز جب مولوی محمد علی کا اعلان ضروری اور پیغام صلح کا پرچہ پہنچا جس میں حضور کے انتخاب کی کیفیت درج تھی۔ اور لوگوں کو غلط واقعات دکھا کر بھڑکانے کی کوشش کی گئی تھی تو سب کے سب برگشتہ ہو گئے۔ اور تین چار دوستوں کے سوا سب نے بیعت سے انکار کر دیا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ بیعت کرنے سے پیشتر متنازعہ فیہ مسائل پر بحث کی جائے۔ ابھی ہم بحث کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں مولوی سرور شاہ صاحب آ گئے میرا خیال تھا کہ چند دن گذرنے کے بعد جب جوش ذرا ٹھنڈا ہو گا تو پھر کسی کو قادیان سے بلایا جائیگا۔ مگر تجربہ نے ثابت کر دیا کہ میرا خیال غلط تھا۔ اور حضور نے بہت اچھا کیا کہ فی الفور جماعت کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ اور یہاں مولوی سرور شاہ صاحب کو بھیج دیا ان کے آنے اور بات چیت کرنے اور سمجھانے سے جماعت کے دلوں سے شکوک رفع ہو گئے۔ اور کثیر حصہ جماعت نے بیعت کر لی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ غرض اس وقت جو سنبھلنے تھے سنبھل گئے اور جو الگ رہے انھوں نے افسوس ہے کہ اصلاح کی کوشش نہ کی۔ بلکہ بدظنی میں زیادہ بڑھتے گئے حتیٰ کہ بدظنی میں ایسے پختہ ہوئے کہ اب تو ایک گونہ دشمنی اور عناد تک نوبت پہنچ گئی ہے۔

غیر مبائعین سے مباحثات میں ہماری فتح

اس کے بعد منکرین خلافت سے وقتاً فوقتاً بحث مباحثہ ہوتا رہا ہماری طرف سے مولوی عمر الدین صاحب ہمیشہ ان کے مقابلہ میں رہے اور ہر موقع پر اُن کو نیچا دکھایا۔ جو شوق مولوی عمر الدین صاحب کو ہے اور جو واقفیت ان کو دینی علوم سے اور حضرت امام علیہ السلام کی کتابوں سے ہے وہ حضور پر بخوبی روشن ہے۔ اُن کا وجود جماعت کے لئے ایک نعمت ہے۔ ان سے جماعت کو بڑا فائدہ پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔

ایک مباحثہ جس میں مسٹر محمد عمر صاحب وکیل بطور ثالث مقرر ہوئے تھے اب تک جاری ہے جیسا کہ حضور کو معلوم ہے اس کا ایک حصہ جو مسئلہ نبوت کے متعلق تھا ہمارے حق میں فیصل ہو چکا ہے مسئلہ کفر و اسلام کا حصہ ابھی باقی ہے گذشتہ جائنٹ کے دنوں میں انھوں نے فریق مخالف کو دوسرے حصہ کا فیصلہ بھی لکھ دیا تھا۔ مگر چونکہ وہ ہمارے نمائندہ مولوی عمر الدین صاحب کی غیر حاضری میں بیان کیا گیا اس لئے ہم نے شکایت کی اور التجا کی کہ نظر ثانی کی جائے۔ چنانچہ اب وہ دوبارہ غور کر رہے ہیں جو فیصلہ وہ دے چکے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ بھی کسی طرح ہمارے مخالف نہیں اور فریق مخالف کی غلطی اور نا سمجھی ہے کہ وہ اس کو اپنے حق میں سمجھ رہا ہے کیونکہ اس میں فریقین کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف ایک نئی شق پیدا کی گئی ہے۔ جو یہ ہے کہ کسی بھی غیر تشریعی نبی کا منکر کافر نہیں۔ خواہ وہ حضرت صاحب ہوں یا کوئی اور نبی بنی اسرائیل میں سے ہو یہ فیصلہ کسی طرح فریق مخالف کے مفید نہیں۔ کیونکہ پہلے حصہ میں وہ فیصلہ دے چکے ہیں کہ حضرت صاحب ایسے ہی نبی ہیں جیسے پہلے غیر تشریعی نبی گذر چکے ہیں۔ اگر کچھ فرق ہے تو وہ صرف ذریعہ حصول نبوت کا ہے۔

غرض ان مباحثوں کا بڑا فائدہ ہوا۔ اور جماعت خدا کے فضل سے ایمان میں پختہ ہو گئی۔ مگر ابھی تک منکرین کے حملے برابر جاری ہیں اور ان کا رئیس المباحثین جو مریم عیسیٰ کے نام سے بطور بدنام بھی ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا مشہور ہے۔ وقتاً فوقتاً یہاں آتا ہے اور اپنا زہر حضور کے خدام میں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اب بھی دو تین ماہ رہ گیا ہے اور یہاں دوستوں کے سامنے مولوی عمر الدین صاحب سے بحث مباحثہ کرتا رہا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر موقعہ پر اسے زک ہوئی۔ اور جماعت میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ اس وقت صرف ایک دو دوست جماعت میں ایسے ہیں جن کو مسئلہ کفر کے متعلق کچھ شکوک ہیں گو ہمیں اُمید ہے کہ پچھلے اتوار جو حضور نے ازالۃ الشکوک پر تقریر فرمائی تھی۔ اس سے ان کے شکوک بھی اب تک رفع نہیں ہوئے اور جماعت کو ثابت قدم رکھے اور ایمان میں ترقی دے۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو انسانی کوشش کام نہیں دیتی۔

جماعت کے چندوں میں کچھ فرق نہیں آیا

اس تفرقہ سے اور منکرین کے قطع تعلق کرنے سے ہمیں اندیشہ تھا کہ ہمیں روپے کی مدد سے جو خدمت دین کا موقعہ ملتا تھا۔ اُس میں شاید کمی آ جائیگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نقصان سے بھی اُس نے ہمیں محفوظ رکھا۔ یعنی ہماری سالانہ اوسط چندہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہماری جماعت کا سالانہ چندہ ہر قسم کا مجموعی اور خاص ملا کر تقریباً ایک ہزار روپیہ ہوا کرتا تھا چنانچہ یہ اوسط خدا کے فضل سے اب تک قائم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض نئے دوست آ گئے۔ اور بعض دوستوں نے اپنے چندوں میں اضافہ کر دیا۔ مگر زیادہ تر یہ کامیابی وصیت کرنے والوں کے چندوں پر منحصر ہے۔ حضور کی خلافت سے پہلے صرف بابو عبد الرحمٰن صاحب نے وصیت کی ہوئی تھی۔ مگر اب مولوی عمر الدین صاحب بابو عبد السلام صاحب بابو عبد الحمید صاحب اور بابو اقبال محمد صاحب نے بھی وصیت کر دی ہے۔ یہ تمام دوست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ چندہ میں دیتے ہیں اور زیادہ تر انہی کے چندوں کی مدد سے ہماری سالانہ اوسط پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے۔ اور باقی ماندہ دوستوں کو بھی وصیت کرانے کی توفیق دے۔

غیر مبائعین غیر احمدی بن رہے ہیں

غرض منکرین کی فتنہ پردازی سے جماعت کو خدا کے فضل سے کچھ گزند نہیں پہنچا۔ بلکہ تین نئے دوست مثلاً بابو اقبال محمد خان صاحب بابو عبد الواحد صاحب اور میاں محمد یونس صاحب جماعت میں داخل ہوئے۔ اول الذکر دو اصحاب نے تو عین دوران مباحثہ مذکورہ میں حضور کی بیعت کی۔ برخلاف اس کے اگر غور کیا جاوے تو منکرین کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ دو تین آدمی غیر مبائعین میں سے احمدیت ہی سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ اور اگر ایک آدھ مبائع پر ان کا اثر ہوا ہے تو وہ بھی مرتد ہی ہو گیا ہے ان کے گروہ میں شامل نہیں رہا۔

اصل میں منکرین کی اب ساری کوشش ہی اس امر میں ہوتی ہے کہ لوگوں کو احمدی ہونے سے روکا جائے۔

اور جو حضور کی بیعت میں داخل ہو چکے ہیں ان کے دل میں شبہات پیدا کر کے بیعت سے برگشتہ کیا جائے۔ انھیں اس بات سے کوئی رنج نہیں ہوتا کہ کوئی غیر احمدی ان کے بہکانے کی وجہ سے احمدی ہوتے ہوتے رہ گیا ہے۔ یا کوئی احمدی ان کے شکوک پیدا کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گیا ہے۔ انھیں اگر خوشی ہے تو صرف یہ ہے کہ کوئی شخص حضور کی بیعت میں نہ رہے۔ چنانچہ جہاں ہم تبلیغ کا سلسلہ شروع کرتے ہیں وہاں جھٹ دخل در معقولات کرنے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ان کی مخالفت محض اختلاف عقائد کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ دشمنی اور بغض اور ذاتی نقار کی وجہ سے ہے۔ اگر محض اختلاف ہوتا تو ان کو چاہیئے تھا کہ یہ لوگوں کو اپنے خیال پر احمدی بناتے۔ اور ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دیتے۔ مگر ان کو احمدیت سے اب کوئی سروکار نہیں رہا۔ چنانچہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے شملہ میں کوئی شخص ان کے ہاتھ پر احمدی نہیں ہوا۔

شملہ میں احمدیہ مسجد کی ضرورت

اب میں چند الفاظ انجمن کے مکان کی نسبت عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شملہ میں انجمن کی جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میں ۱۹۰۱ء کے اواخر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ اس وقت چندہ کی وصولی کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ ۱۹۰۳ء سے میں نے یہ انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس کے بعد ۱۹۰۴ء میں ایک باقاعدہ انجمن کی بنیاد پڑ گئی۔ ہمارے موجودہ مکان میں پہلے چند دوست رہتے تھے اور ہم اپنے معمولی جلسے وہیں کر لیا کرتے تھے بعدہ جب وہ دوست چلے گئے تو ہم نے یہی مکان کرایہ پر لے لیا۔ چنانچہ ہم کئی سالوں سے نماز جمعہ وغیرہ وہیں ادا کرتے ہیں۔ اور اپنے معمولی جلسہ بھی وہیں کرتے ہیں۔ مگر اب ہمسائیگی وغیرہ کی وجہ سے یہ مکان کچھ گندہ سا ہو گیا ہے۔ اور یہ بعض اوقات ہمارے جلسوں کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ حضرت نواب صاحب کے ارشاد پر ہم کسی اور مکان کی فکر میں تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ حضور کے آنے کے ساتھ ہی بابو محمد یوسف صاحب کی سعی سے شاہزادہ بہادر باسدیو سنگھ اعف رائے بریلی نے ہمیں اپنی کوٹھی میں نماز جمعہ ادا کرنے کی اجازت دیدی ہوئی ہے اور ہم اس مہربانی کے لئے شاہزادہ صاحب موصوف کے شکر گذار رہیں۔ اگلے سال کے لئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی اور مکان کشادہ صاف ستھرا اور اچھے موقعہ پر تلاش کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی دوستوں کو یہ توجہ پیدا ہوئی ہے کہ اپنی مسجد کے لئے کوئی انتظام سوچنا چاہیئے۔ افسوس کہ ہمیں شروع شروع میں یہ خیال نہ آیا۔ ورنہ ممکن ہے آج تک کچھ بن جاتا۔ مگر سردست انتظام ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ شملہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں مکان تو در کنار زمین کا دستیاب ہونا بھی اس وقت مشکل ہے۔ خصوصاً آج کل زمین اور مکانات بھی مہنگے ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں جو چندہ ہم جمع کر سکتے ہیں وہ سب کا سب صدر انجمن کو بھیجنا پڑتا ہے۔ اس وقت ہم صرف ۱۰ فیصدی لوکل ضروریات کے واسطے رکھتے ہیں۔ مگر اب صدر انجمن چاہتی ہے کہ وہ بھی نہ رکھا جاوے۔ غرض موجودہ صورت میں ہم صدر انجمن کے مطالبات بمشکل پورے کر سکتے ہیں۔ تاہم ہم چاہتے ہیں کہ مسجد کے لئے بنیاد شروع کریں۔ کچھ خود جمع کریں۔ کچھ دوسری انجمنوں سے مانگیں اور نیز صدر انجمن سے درخواست کریں کہ ہمیں مدد دے۔ ہماری اس خواہش میں حضور کی مدد اور دعا کی ضرورت ہے۔

انجمن احمدیہ شملہ کے سالانہ جلسے

اخیر میں حضور کی توجہ اپنے سالانہ جلسوں کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ ہم نے پانچ چھ جلسے ہر سال متواتر کئے ہیں۔ چنانچہ ایک جلسہ حضور کے عہد خلافت میں ۱۹۱۴ء میں کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ قلت فنڈ کی وجہ سے پچھلے دو سالوں میں کوئی جلسہ نہیں ہو سکا۔ مگر اب ہم حضور اور حضرت نواب صاحب کی تشریف آوری اور نیز حضرت نواب صاحب کے ساتھ جناب حافظ صاحب کے آنے کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور خدمت عالی میں گذارش کرتے ہیں کہ ہمیں جلسہ کی اجازت دیجائے۔ ایسے جلسوں کے جو فوائد ہو سکتے ہیں وہ حضور پر بخوبی روشن ہیں اور ہم ان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ اگر اور فائدہ کچھ نہ بھی ہو تاہم اتنا ضرور ہے کہ ایسے جلسے قوم کی ہمت اور جوش اور اس کی زندگی کا ثبوت دیتے ہیں اور ان کے لئے تقویت کا باعث ہوتے ہیں۔ پس ہم امید کرتے ہیں کہ حضور ہمیں اجازت دیں گے۔ (۲۰ ستمبر ۱۹۱۷ء کو یہ ایڈریس حضرت امام کے حضور پڑھا گیا)

ہنگامۂ یورپ

جنرل کارنیلاف کا مقدمہ

سابق سپہ سالار روس کارنیلاف جس نے بغاوت اختیار کرکے روسی فوجوں پر حملہ کر دیا تھا گرفتار ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق اعلان کیا گیا ہے کہ اس کا مقدمہ ایک کورٹ مارشل کی عدالت میں اور ایک جیوری کے سامنے پیش ہوگا۔ سپاہیوں اور مزدوروں کی کمیٹی کے حسب منشائے مقدمہ میدان جنگ میں ہوگا۔ نہ کہ پیٹروگراڈ میں

جرمن حملہ رد کیا گیا

ایک روسی لاسلکی کمیونیک مظہر ہے کہ ریگا کی طرف نیبرگ کے مشرق میں ہم نے دشمن کے حملہ کو کثیر نقصان کے ساتھ مسترد کر دیا۔ کروزکی کے جنوب میں دشمن کے استحکامات کے ایک حلقہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا گیا۔

امریکہ کا ارادہ

لنڈن کی ۱۹ ستمبر کی تار برقی مظہر ہے کہ ممالک متحدہ امریکہ کی انجمن تجارت کا ایک ایڈریس مسٹر بیکر سکرٹری جنگ اور مسٹر لین سکرٹری داخلہ نے پڑھا اور پُر زور تقریریں کیں اعلان کیا گیا ہے کہ امریکہ نے اُس وقت تک اس جنگ میں لڑتے رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جب تک کہ جرمنی صلح کے متعلق کافی اطمینان نہ کر دے۔

جہازوں کے نقصان میں کمی کی اُمید

لنڈن ۲۰ ستمبر۔ معتبر طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ آبدوزوں کو تباہ کرنے کی کارروائیاں کامیاب ہو رہی ہیں اور امید ہے کہ نقصان میں اور کمی ہو جائیگی۔

یونانی جنرل کی گرفتاری

ایتھنز ۱۹ ستمبر کی اطلاع ہے کہ جنرل پاپلوس جس نے گذشتہ دنوں اتحادی فوجوں پر گولیاں چلانیکا حکم دیا تھا گرفتار کر لیا گیا ہے۔

کوسٹاریگا اور جرمنی کے تعلقات منقطع

لنڈن ۲۰ ستمبر سان جوس کا ایک تار مظہر ہے کہ کوسٹاریگا نے جرمنی سے سفارتانہ تعلقات منقطع کر دیے ہیں۔ یہ امریکہ کی ایک ریاست ہے۔

محاذ فرانس و بلجیم

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ ایک فرانسیسی کمیونیک میں مرقوم ہے کہ دشمن نے سرفی کے جنوب و مشرق میں حملہ کیا۔ لیکن اس کی پیشقدمی کو روک دیا گیا۔ اور وہ ہمارے خط حربی تک نہ پہنچ سکا

روسی حملہ پسپا کیا گیا

لنڈن ۲۰ ستمبر۔ ایک جرمن کمیونیک میں مرقوم ہے کہ بکووینا میں روسیوں نے ارپوائن کے متصل سخت حملہ کیا۔ لیکن ان کو پسپا کر دیا گیا۔ پھر بھی روسیوں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔

جرمن پارلیمنٹ میں صلح کے متعلق گفتگو

لنڈن ۲۰ ستمبر برلن سے آیا ہوا ایک تار مظہر ہے کہ ۲۷ ماہ حال کو ہر میکائیلیس صلح کے متعلق ریشتاگ میں ایک بیان دینگے

حضور ملک معظم کا دورہ

لنڈن ۲۰ ستمبر آج ملک معظم نے لنکا شائر کے بڑے بڑے فولادی کارخانوں کا معائنہ کیا۔ آپ نے مسٹر ولیم ہاج سے جو وزیر پنشن کے حقیقی بھائی ہیں ہاتھ ملایا۔ اور ان کے علاوہ بھی بہت سے کارکنان کارخانہ سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آئے اس کے بعد ملک معظم نے فولاد کے گلانے کی مشینوں کا معائنہ کیا آج ملک معظم نے اسکاٹلینڈ کا دورہ ختم کیا اور گلاسگو میں ان سیکڑوں ملاحوں سے ملاقات کی جن کے جہاز آبدوزی دستبرد کی نذر ہو گئے۔

امریکہ میں جہاز سازوں کی ہڑتال

نیویارک ۱۹ ستمبر۔ ہڑتال کی وجہ سے بوسٹن اور بالٹیمور کے بندرگاہوں میں ایک لاکھ ٹن سامان خوراک جہازوں میں پڑا سڑ رہا ہے۔ اور ۲ لاکھ ٹن گنجائش وزن کے جہاز بیکار پڑے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مجبور ہو کر گورنمنٹ ان جہازوں اور مال پر قبضہ کریگی۔

پہلے امریکن سپاہی کو مارنے یا اسیر کرنیوالے کیلئے انعام

لنڈن ۲۰ ستمبر۔ (پانیر کا خاص تار) جرمن خطوط حربی میں پہلا

ہندوستان کی خبریں

مسٹر مانٹیگو کا دورہ

ہمعصر بنگالی مظہر ہے کہ مسٹر مانٹیگو آئندہ ۵ دسمبر کے وسط میں ہندوستان پہنچ جائیں گے اور بمبئی، کلکتہ اور مدراس کا دورہ کریں گے اغلباً آپ آئندہ ماہ جنوری میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے پہلے اجلاس میں شامل ہونگے۔

مسز بسینٹ کی رہائی پر جلسہ مبارکباد

۱۸ ستمبر کی شام کو گوکھلے ہال مدراس میں زیر صدارت سر سبرامنیا آئر اہل مدراس کا ایک جلسہ مسز بسینٹ اور مسٹر ارنڈیل اور واڈیا کی نظر بندی کا حکم غیر مشروط طور پر منسوخ کئے جانے کے لئے گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ انگلستان کا شکریہ ادا کرنے کی غرض سے منعقد ہوا

ایک دیہاتی کو گورنر بنگال کی طرف سے تحفہ

گذشتہ دنوں لارڈ رونالڈشے گورنر بنگال دورہ کرتے ہوئے ضلع ڈھاکہ کے ایک موضع کالی گنج میں ایک بوڑھے کسان منصور علی کے مکان پر بھی تشریف لے گئے تھے۔ جہاں منصور علی نے آپکی تین انڈوں اور ایک کھیرے سے تواضع کی تھی اب معلوم ہوا ہے کہ لارڈ رونالڈشے نے اس بوڑھے کسان کو اپنی طرف سے قرآن شریف کی ایک جلد تحفتاً ارسال فرمائی ہے

مسٹر محمد علی و شوکت علی رہا نہیں ہوئے

۱۸ ستمبر کو ۸ بجے صبح تک انھیں گورنمنٹ کی طرف سے نظر بندی کی منسوخی کے متعلق کوئی حکم موصول نہیں ہوا۔

بجلی سے ہلاکت

بگوڑا علاقہ ریاست بھرتپور کی خبر ہے کہ تحصیل کرد پاس میں پانچ آدمیوں پر بجلی گری جن میں سے دو فوراً ہلاک ہو گئے۔ اور تین مجروح ہو کر زیر علاج ہیں۔

طاعون سے اموات

ہفتہ مختتمہ ۸ ستمبر کے اندر پنجاب کے مختلف اضلاع میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں۔ جالندھر ایک ہوشیارپور ایک راولپنڈی ۳۶۔ گوجرانوالہ ایک کل ۳۹

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیطرف سے شائع ہوا۔ (۲۵/۳)